عدالت العظمیٰ آزاد جموں و کشمیر

(اختیار اپیل)

اپیل نمبر درست کر کے پرنٹ دیں جب ضرورت ہو تو۔

روبرو : **چوہدری محمد ابراہیم ضیا، جج**

راجہ سعید اکرم خان، جج

فوجداری اپیل نمبر 26/2011
(متدائرہ:21.01.2015)

1۔ اسد،
2۔ ظفر،
3۔ امجد اقبال، پسران
4۔ جمیلہ،
5۔ زرینہ،
6۔ رضوانہ دختران محمد اشرف خان ولد محبت خان، قوم سدھن رہائش پذیر پوٹھی مکوالاں، تحصیل راولاکوٹ۔ (وارثان محمد اشرف خان (مرحوم)

(اپیلانٹان)

بنام

1۔ زاہدہ بیگم، بیوہ
2۔ شعیب،
3۔ منیب، پسران
4۔ مصباح دختر جمیل اشرف،
5۔ نسیم اشرف،
6۔ ممتاز اشرف،
7۔ جاوید اشرف، پسران،
8۔ زبیدہ اشرف،
9۔ عابدہ اشرف دختران محمد اشرف خان، قوم سدھن، رہائش پذیر پوٹھی مکوالاں، تحصیل راولاکوٹ ضلع پونچھ۔

(رسپانڈنٹان)

(اپیل بخلاف فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ 27.11.2014 برنگرانی زیر نمبری 62/2009)

منجانب اپیلانٹان: محمد آصف کیانی، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹان: سردار مسعود ابراہیم خان، ایڈووکیٹ۔

فیصلہ:۔

(چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، جج): عنوانی اپیل بااجازت عدالت ہذا فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ 27.11.2014 کے خلاف دائر کی گئی ہے جس کی رُو سے نگرانی اپیلانٹان خارج کی گئی ہے۔

2۔ مختصراً واقعات مقدمہ اسطور ہیں کہ محمد اشرف خان (مورث رسپانڈنٹان) نے عدالت سول جج درجہ اول، راولاکوٹ کے روبرو مورخہ 09.04.2001 کو دعویٰ دخلیابی نسبت اراضی زیر نمبر خسرہ 1079 سابق، حال نمبر خسرہ 1293، تعدادی 13 مرلہ دائر کیا۔ محمد اشرف خان مدعی دوران کاروائی دعویٰ فوت ہو گیا اور بروئے حکم محررہ 28.10.2004 اُس کے قائمقامان بذمرہ مدعیان درج ہوئے۔ مورخہ 18.08.2006 کو دعویٰ کا فیصلہ مدعیان کے حق میں ہوا جس کے خلاف مدعا علیہ ،مورث اپیلانٹان، (جس کا نام بھی محمد اشرف تھا) نے عدالت ڈسٹرکٹ جج میں اپیل دائر کی۔ دوران کاروائی اپیل محمد اشرف خان مدعا علیہ بھی مورخہ 25.09.2007 کو فوت ہو گیا۔ عدالت ڈسٹرکٹ جج نے مورخہ 26.04.2008 کو فوت شدہ اپیلانٹ کی اپیل منظور کرتے ہوئے مثل مقدمہ عدالت سول جج کو تنقیح وار فیصلہ صادر کرنے کی ہدایت کے ساتھ ریمانڈ کر دی۔ بعد ریمانڈ مثل مقدمہ رسپانڈنٹان مدعیان نے درخواست نسبت تقرری قائمقامان متوفی محمد اشرف خان مدعا علیہ دائر عدالت سول جج کی۔ عدالت سول جج نے بروئے فیصلہ محررہ 06.03.2009 درخواست خارج کرتے ہوئے دعویٰ ساقط قرار دے دیا۔ اس فیصلہ کے خلاف رسپانڈنٹان نے عدالت ڈسٹرکٹ جج میں اپیل دائر کی جو کہ بروئے فیصلہ محررہ 21.10.2009 منظور ہوئی اور مثل دوبارہ بدیں ہدایت ریمانڈ کی گئی کہ عدالت ماتحت قائمقامان متوفی محمد اشرف مدعا علیہ کو بذمرہ مدعا علیہم درج کرتے ہوئے دعویٰ پر مزید کاروائی کرے۔

نگرانی دائر کردہ اپیلانٹان روبرو عدالت العالیہ بخلاف فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج بروئے حکم زیر نزاع خارج ہوئی جس فیصلہ کے خلاف اپیلانٹان نے اپیل ہذا دائر کی ہے۔

3۔ وکیل اپیلانٹان، مسٹر محمد آصف کیانی نے ضروری حالات و واقعات مقدمہ کے تذکرے کے بعد دلائل دیتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ فیصلہ زیر نزاع دراصل مقدمہ ہذا کے قانونی نکات و واقعات کی درست تشریح نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ آزاد جموں و کشمیر میں ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی کی تطبیق سال 2003 میں کی گئی مگر دعویٰ ہذا ضابطہ دیوانی کی تطبیق سے قبل دائر کیا گیا تھا۔ قانون کے مسلمہ اصول کے مطابق دائری دعویٰ کے وقت نافذ العمل قانون کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ دائری کے بعد قانون میں کی گئی کسی ترمیم کا ایسے دعویٰ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ وکیل اپیلانٹان نے اپنے دلائل کی تائید میں مقدمات عنوانی ''مسماۃ حمیدہ بیگم بنام مظہر حسین وغیرہ''(PLJ 2009 SC(AJ&K) 1)، ''غلام حیدر بنام مسماۃ راج بہاری وغیرہ''(PLD 1986 SC 169)، ''سردار نور حسین بنام چیف سیٹلمنٹ کمشنر وغیرہ''(PLD 1983 SC 62) اور ''مسماۃ حمیدہ بیگم بنام مظہر حسین وغیرہ'' (2009 SCR 27) کا حوالہ دیا اور مزید دلائل دیتے ہوئے کہا کہ حالات و واقعات مقدمہ کے مطابق رسپانڈنٹان مدعیان بروقت درخواست تقرری قائمقامان دائر کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ عدالت ڈسٹرکٹ جج نے اس طرح کی تاخیر رسیدہ درخواست کو منظور کرنے میں صریح قانونی غلطی کھائی ہے اور بعد ازاں عدالت العالیہ نے بھی فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج کو خلاف قانون برقرار رکھا۔ فاضل وکیل نے مزید موقف لیا کہ قانون ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXII قاعدہ 11 کے تحت قائمقامان کی تقرری کی ذمہ داری رسپانڈنٹان مدعیان پر عائد ہوتی تھی اس لیے اپیل ہذا کو منظور کرتے ہوئے دعویٰ رسپانڈنٹان ساقط قرار دیا جائے۔

4۔ سردار مسعود ابراہیم خان، وکیل رسپانڈنٹان مدعیان نے فیصلہ زیر نزاع کا پوری طرح سے دفاع کرتے ہوئے اس کو عدالت ہذا کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق قرار دیا۔ فاضل وکیل کا

استدلال ہے کہ قائمقامان کو ریکارڈ پر لانا اپیلانٹان مدعاعلیہم کی ذمہ داری تھی کیونکہ دوران اپیل محمد اشرف خان اپیلانٹ کی وفات ہوئی۔ تاہم مثل مقدمہ کے ریمانڈ پر رسپانڈنٹان مدعیان قائمقامان کی تقرری کے لیے بذریعہ درخواست رجوع عدالت ہوئے جو کہ درست طور پر منظور ہوئی کیونکہ ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی کی تطبیق کے بعد کوئی بھی دعویٰ محض قائمقامان کی تقرری نہ ہونے کی بناء پر ساقط قرار نہیں دیا جاسکتا۔ وکیل اپیلانٹان نے عدالت ہذا کے وضع کردہ اصول کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے کیونکہ ضابطہ دیوانی کے نفاذ کے بعد دوران سماعت اپیل اپیلانٹ فوت ہوا اسلئے قانون کے موثر بماضی اطلاق کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔ اسطرح فاضل عدالت ڈسٹرکٹ جج نے درست طور پر دعویٰ کے اسقاط کا حکم کالعدم قرار دے کر اُسے قابل سماعت قرار دیا۔

5۔ ہم نے حالات وواقعات مقدمہ کی روشنی میں ریکارڈ اپیل ہذا و دلائل وکلاء فریقین کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اپیل ہذا میں امور قابل تصفیہ ہماری نظر میں نہ صرف فریقین اپیل ہذا کی حد تک قابل توجہ ہیں بلکہ عوام الناس سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ برصغیر میں نافذ العمل ضابطہ دیوانی 1908ء ریاست کے معرض وجود آنے پر سال 1948ء میں بروئے قرارداد نمبر 279 جیسا کہ اُس وقت مغربی پنجاب میں میں نافذ العمل تھا' کا اطلاق آزاد جموں وکشمیر میں کیا گیا۔ معاملہ زیر نزاع اپیل ہذا' فریقین میں سے کسی ایک کی وفات کی صورت میں قائمقامان کی تقرری اور مقدمہ کے ساقط ہونے یا جاری رہنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ معاملہ ہذا میں ریکارڈ کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ رسپانڈنٹان کے مورث محمد اشرف خان نے دعویٰ دیوانی دائر عدالت ماتحت کیا جس کی ڈگری اُسکے حق میں جاری ہوئی اور اُس کے خلاف مدعاعلیہ نے 13.09.2006 کو عدالت ڈسٹرکٹ جج میں اپیل دائر کی۔ خود اپیلانٹان کے موقف کے مطابق دوران سماعت اپیل محمد اشرف خان مدعاعلیہ مورخہ 25.09.2007 کو فوت ہوگیا۔ ڈسٹرکٹ جج نے باوجود فوتید گی مدعاعلیہ محمد اشرف خان (اپیلانٹ روبرو عدالت ڈسٹرکٹ جج) اور بدوں تقرری قائمقامان' مورخہ 26.04.2008 کو اپیل منظور کرتے ہوئے فیصلہ عدالت ماتحت

منسوخ کیا اور مقدمہ عدالت ماتحت کو ریمانڈ کیا۔

6۔ مندرجہ بالا حالات و واقعات اور دلائل وکلاءفریقین کی روشنی میں ہماری نظر میں معاملہ زیر نزاع میں قانونی نوعیت کے درج ذیل امور قابل تصفیہ ہیں:

(الف) کیا مقدمہ ہذا کے واقعات کے تناظر میں تقرری قائمقامان مدعاعلیہ (اپیلانٹ روبرو عدالت ڈسٹرکٹ جج) کا تصفیہ ضابطہ دیوانی ترمیم شدہ 1972ء جس کا اطلاق آزاد کشمیر میں 05.03.2003 کو کیا گیا' کی قانونی شقوں کے تحت ہوگا یا سابقہ رائج الوقت قانون کے مطابق۔

(ب) بعد از فوتیدگی مدعاعلیہ (اپیلانٹ) دوران سماعت اپیل روبرو ڈسٹرکٹ جج' بمطابق سابقہ قانون درخواست تقرری قائمقامان دائر کرنے کی ذمہ داری کس فریق پر عائد ہوتی ہے؟

(ج) کیا تقرری قائمقامان متوفی کے بغیر دعویٰ/اپیل ساقط قرار پاتا ہے؟

قابل تصفیہ امر مندرجہ (الف) کے حوالے سے وکیل اپیلانٹان کا استدلال ہے کہ دعویٰ قبل از نفاذ ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی دائر ہوا ہے۔ ضابطہ دیوانی میں جو ترامیم کی گئی ہیں اُن کا اطلاق موثر بہ ماضی نہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان ترامیم کو موثر بہ ماضی قرار دینے کی کوئی قانونی شق موجود ہے۔ اس طرح وکیل اپیلانٹان کی نظر میں معاملہ زیر نزاع میں ترمیم شدہ قواعد کا اطلاق نہ ہوتا ہے۔ اس موقف کی تائید میں وکیل اپیلانٹان نے جن قانونی نظائر پر انحصار کیا ہے اُن کا بھی بغور جائزہ لیا گیا۔ فاضل وکیل اپیلانٹان کا استدلال نہ تو قانون کے مطابق قابل پذیرائی ہے اور نہ ہی اِس کی تائید پیش کردہ قانونی نظائر سے ہوتی ہے۔ تقرری قائمقامان متوفی فریق کے حوالہ سے دائری دعویٰ کی تاریخ نہیں بلکہ تاریخ وفات سے اسقاط دعویٰ/اپیل کا تعین ہوگا۔ اگر کسی فریق کی وفات بدوں بنائے جانے قائمقامان' دعویٰ یا اپیل بر بنائے قواعد مندرجہ حکم XXII ضابطہ دیوانی (غیر ترمیم شدہ) قبل از نفاذ ترمیم شدہ قواعد' وقوع پذیر ہو چکی ہو تو

ایسے دعویٰ یا اپیل کے لیے ترمیم شدہ قواعد حکم XXII ضابطہ دیوانی کا موثر بہ ماضی اطلاق کر کے اُسے بحال نہ کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی کے آزاد کشمیر میں اطلاق کے بعد اگر کسی فریق کی وفات ہوتی ہے تو ایسی صورت میں ترمیم شدہ قواعد کے تحت معاملہ کو یکسو کیا جائے گا کیونکہ ترمیم شدہ قواعد کے نفاذ کے بعد کسی فریق کی وفات کی وجہ سے تقرری قائمقامان کا نزاع پیدا ہوتا ہے تو ایسے معاملے پر قواعد کا اطلاق موثر بماضی نہیں بلکہ موثر بمستقبل کے ذمرہ میں آتا ہے۔ وکیل اپیلانٹان نے اس ضمن میں بہت زور دے کر قانونی نظیر فیصلہ عدالت العظمیٰ پاکستان عنوانی ''غلام حیدر بنام مسماۃ راج بہاری وغیرہ'' (PLD 1986 SC 169) پر انحصار کیا۔ اس قانونی نظیر کو سمجھنے میں وکیل اپیلانٹان کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ عدالت العظمیٰ پاکستان نے فیصلہ میں ذیل قرارداد صادر فرمائی ہے:

> "Coming now to the next question as to the effect of the Law Reforms Ordinance (XII of 1972) on pending proceedings, this point again needs no further examination as it stands concluded by the judgment of this Court in Sardar Noor Hussain v. Chief Settlement Commissioner etc. (2) and Khawaja Jalal Din v . Chief Settlement Commissioner (3). In both these decisions it has been laid down that where abatement had taken effect before the enforcement of the Law Reforms Ordinance, 1972, it will not give continuity to the proceedings as it is not retrospective in operation. The effect of this dictum is that the matter had to be decided in accordance with the Law in existence then. Accordingly, the appellants cannot get any benefit from the provisions of this Ordinance enforced later."

اسی طرح فاضل وکیل نے عدالت ہذا کے فیصلہ عنوانی ’’مسماۃ حمیدہ بیگم بنام مظہر حسین وغیرہ‘‘(2009 SCR 27) کا حوالہ دیا ہے۔ یہ قانونی نظیر بھی کسی طور پر اپیلانٹان کے موقف کی تائید نہیں کرتی بلکہ اس میں اُن کے موقف کے برعکس قرار دیا گیا ہے کہ ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی کے آزادکشمیر میں نفاذ واطلاق کے بعد تقرری قائمقامان کے لیے اگر درخواست نہ بھی دی جائے تو اس سے فرق نہیں پڑتا اور مقدمہ ساقط نہ ہوتا ہے۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ 05.03.2003 سے ترمیم شدہ حکم XXII قاعدہ 3 کے آزادکشمیر میں نفاذ کے بعد عدالتوں کے پاس مقدمہ ساقط کرنے کے اختیارات نہ ہیں۔ فاضل وکیل نے ایک اور قانونی نظیر فیصلہ عدالت العظمٰی عنوانی ’’سردار نور حسین بنام چیف سیٹلمنٹ کمشنر وغیرہ‘‘(PLD 1983 SC 62) کا حوالہ دیا۔ اس فیصلہ میں بھی عدالت العظمٰی پاکستان نے واقعات کے تناظر میں پیراگراف 6 میں بذیل قرارداد صادر فرمائی:

> "Mr. Kausari's last contention was that on 26.2.1973 when the High Court held the Letters Patent Appeal to have abated, the Law Reforms Ordinance (XII of 1972), had already come into force, whereby the provisions of the Code relating to abatement of an appeal had been omitted and as such the High Court should have implemented the spirit of the new law as the abatement having already set in as early as 1969, and the Law Reforms Ordinance not being retrospective in its operation, the matter had to be decided in accordance with the law as existing in 1969."

اس طرح واقعات اور قانونی دلائل کے تجزیہ کے بعد یہ قرار دینے میں کوئی قانونی امر مانع نہ ہے کہ مورخہ 05.03.2003 ‘جب کہ ضابطہ دیوانی ترمیم شدہ کا اطلاق آزادکشمیر میں کیا گیا ہے‘ کے بعد کسی فریق کی وفات کی بناء پر مقدمہ یا اپیل از خود ساقط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسطرح

اپیلانٹان کا استدلال قابل پذیرائی نہ ہے جو کہ مسترد کیا جاتا ہے۔

7۔ قابل تصفیہ امر مندرجہ (ب) کے حوالے سے وکیل اپیلانٹان نے زوردار دلائل دیتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ قاعدہ 11 حکم XXII ضابطہ دیوانی کے تحت یہ ذمہ داری رسپانڈنٹان کی تھی کہ وہ تقرری قائمقامان کے لیے درخواست دائر کرتے ۔اس قاعدہ کے تحت حکم XXII کا اپیل پر اطلاق کرتے ہوئے ''مدعی'' کو اپیلانٹ ،''مدعاعلیہ'' کو رسپانڈنٹ جبکہ ''دعویٰ'' کو اپیل سمجھا جائے گا۔ ہمارے نکتہ نظر سے یہ دلیل بھی قابل پذیرائی نہ ہے کیونکہ قاعدہ 11 حکم XXII ضابطہ دیوانی اپنی روح و منشاء کے مطابق اپیلانٹان کے موقف کے نقیض ہے۔ جب اس قاعدہ کا اطلاق اپیل زیر سماعت پر کیا جائے گا تو پھر اپیل دعویٰ کے متبادل، اپیلانٹ مدعی اور رسپانڈنٹ مدعاعلیہ تصور ہوں گے۔قبل از نفاذ ترمیمی قواعد اگر مدعاعلیہ کی وفات کی صورت میں مدعی برقت قائمقامان بنانے کے لیے رجوع عدالت نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں دعویٰ ساقط قرار پاتا ہے جیسا کہ قاعدہ 11 میں قرار دیا گیا ہے کہ اپیل دعویٰ کے متبادل ہوگی اور اپیلانٹ مدعی کے متبادل ہوگا۔ اس طرح اگر اپیل میں اپیلانٹ بروقت درخواست تقرری قائمقامان متوفی رسپانڈنٹ دائر نہیں کرتا تو اُس کی اپیل قابل اخراج ہے۔ ایسی صورت میں جب کہ دوران اپیل روبرو عدالت ڈسٹرکٹ جج اپیلانٹ کی وفات ہوئی' تقرری قائمقامان کی ذمہ داری اپیلانٹان پر عائد ہوتی تھی اور اور ناکامی کی صورت میں غیر ترمیم شدہ قواعد کی منشاء کے مطابق اپیلانٹان کی اپیل بوجہ عدم تقرری قائمقامان قابل اخراج پاتی کیونکہ فوت شدہ شخص کی اپیل جاری نہ رہ سکتی ہے۔تاہم چونکہ اپیل اپیلانٹان روبرو عدالت ڈسٹرکٹ جج بعد از نفاذ ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی دائر ہوئی اس لیے جیسا کہ ہم قرار دے چکے ہیں کہ تقرری قائمقامان کا معاملہ ترمیم شدہ قواعد ضابطہ دیوانی کے مطابق یکسو ہوگا نہ کہ سابقہ قواعد کے مطابق۔اس لیے اپیلانٹان کو ترمیم شدہ قواعد کا استفادہ مل گیا ورنہ غیر ترمیم شدہ قواعد کی روشنی میں اُن کی اپیل روبرو عدالت ڈسٹرکٹ جج ساقط قرار پاتے ہوئے ڈگری عدالت ابتدائی حتمی تصور ہوتی۔

8۔ جہاں تک امر مندرجہ (ج) کا تعلق ہے تو یہ انتہائی اہم اور قابل توجہ ہے جس سے نہ صرف معاملہ ہذا بلکہ عوام الناس اور نظام فراہمی انصاف دیوانی کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ برصغیر میں ضابطہ دیوانی برطانوی حکومت سے نافذ العمل چلا آ رہا ہے۔ ارتقاء پذیر صورت حال کے پیش نظر اس میں ترامیم کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ پاکستان میں سال 1972ء میں لاء ریفارمز آرڈیننس کے تحت ضابطہ دیوانی میں اہم ترامیم عمل میں لائی گئیں تاہم آزاد کشمیر میں اُن کا اطلاق 05.03.2003 سے کیا گیا۔ معاملہ زیر نزاع کے حوالے سے ہماری نظر میں حکم XXII ضابطہ دیوانی کے قواعد متعلقہ تقرری قائمقامان کا مسئلہ زیر غور ہے جو اپنی نوعیت اور اثرات کے اعتبار سے نظام فراہمی انصاف دیوانی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ معاملہ عدم توجہ اور ترمیم شدہ قواعد پر اُن کی روح و منشاء کے مطابق عمل نہ کرنے کی وجہ سے فراہمی انصاف میں غیر ضروری تاخیر کا بڑا سبب ہے۔ ہمارے مشاہدہ میں ہے کہ محض تقرری قائمقامان متوفی فریق کے حوالہ سے فریقین کو ابتدائی عدالت سے عدالت العظمیٰ تک دہائیوں کی تکلیف دہ مقدمہ بازی کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جبکہ مورخہ 05.03.2003 سے ترمیم شدہ نافذ العمل قواعد کے مطابق اس قسم کے معاملات کے حوالہ سے فریقین کو مقدمہ بازی میں الجھانا قانون کی منشاء کے خلاف ہی نہ ہے بلکہ نظام فراہمی انصاف دیوانی کے حوالے سے عدالتی نظام کے لیے سوالیہ نشان بھی ہے۔ ترمیم شدہ قواعد کے تحت اب کوئی مقدمہ یا اپیل محض کسی فریق کی وفات اور عدم تقرری قائمقامان کی بناء پر ساقط نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ وجہ تاخیر اور غیر ضروری مقدمہ بازی کا سبب بننی چاہیئے۔ قاعدہ 26 حکم VII و قاعدہ 13 حکم VIII ضابطہ دیوانی میں بذریعہ ترمیم یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ دائری دعویٰ کے وقت مدعی اور مدعاعلیہ' قانونی قائمقامان بصورت وفات کی فہرست شامل کریں گے اور اس فہرست میں اُس شخص کا نام اور مکمل پتہ بھی درج کریں گے جو بصورت وفات عدالت کو اطلاع دے گا اور قائمقامان مدعی و مدعاعلیہ کے حوالے سے درخواست دائر کرے گا۔ اس فہرست میں کسی بھی وقت ترمیم کی جاسکتی ہے اور فرد اطلاع دہندہ کو بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ قاعدہ 11 حکم XXII کی منشاء کے مطابق

قاعدہ 26 حکم VII وقاعدہ 13 حکم VIII ضابطہ دیوانی کا اطلاق اپیل پر بھی ہوتا ہے۔ اگر ان قواعد پر ان کی روح ومنشاء کے مطابق عملدرآمد کیا جائے تو کسی دعویٰ اور اپیل میں نہ تو تقرری قائمقامان کا تنازع پیدا ہوا اور نہ ہی غیر ضروری طوالت اور مقدمہ بازی کا سبب بنے۔

9۔ ہمارے مشاہدہ کے مطابق باوجود اس کے کہ آزاد کشمیر میں ترمیم شدہ ضابطہ دیوانی کا اطلاق مورخہ 05.03.2003 سے ہوا' عدالت ہا ماتحت کا ترمیم شدہ قاعدہ 26 حکم VII، قاعدہ 13 حکم VIII اور قواعد 3، 4 و 11 حکم XXII ضابطہ دیوانی پر عملدرآمد نہ کرنے کی وجہ سے نہ صرف غیر ضروری تنازعات جنم لیتے ہیں بلکہ فریقین کو برس ہا برس کی لا متناعی مقدمہ بازی کی اذیت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے اور عدالتوں پر غیر ضروری مقدمات کا بھی بوجھ بڑھتا ہے۔ مزید برآں یہ دیوانی مقدمات کے تصفیہ میں تاخیر کا بھی ایک سبب ہے اس لیے عوام الناس میں عام تاثر پایا جاتا ہے کہ ''دیوانی تا زندگانی''۔ اس تاثر کو ختم کرنا فراہمی انصاف سے منسلک ذمہ داران کا قانونی فرض ہے۔ مقدمہ ہذا کا ہی اگر جائزہ لیا جائے تو عیاں ہے کہ اگر ترمیم شدہ قواعد کے مطابق اپیل کے ساتھ فہرست مطلوبہ شامل ہوتی تو یہ قضیہ جنم ہی نہ لیتا، نہ فریقین کو برس ھا برس اس غیر ضروری مقدمہ بازی کا سامنا کرنا پڑتا اور نہ ہی عدالتوں کا وقت ضائع ہوتا۔ اس لیے ہم محسوس کرتے ہیں کہ عوام الناس کے مفاد میں آئین کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لائے ہوئے تمام عدالت ہا ماتحت کو ہدایت جاری کریں کہ آئندہ دائری دعویٰ اپیل ہا کے وقت قاعدہ 26 حکم VII، قاعدہ 13 حکم VIII اور قواعد 3، 4 و 11 حکم XXII ضابطہ دیوانی کی روح ومنشاء کو مدنظر رکھتے ہوئے فراہمی فہرست قائمقامان فریقین ونامزدگی فرد اطلاع دہندہ پر سختی سے عملدرآمد کرائیں۔ یہ معاملہ چیف جسٹس عدالت العالیہ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے اس لیے ہم تجویز کریں گے کہ عدالت العالیہ اس ضمن میں ہدایت نامہ جاری کر کے عدالتوں اور اہلکاران کو ان قواعد پر سختی سے عملدرآمد کا پابند کرے۔

10۔ مقدمہ ہذا کے حالات وواقعات کے تناظر میں فراہمی انصاف دیوانی کے حوالے سے

ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے۔ جیسا کہ ہم قبل ازیں قرار دے چکے ہیں کہ صدیوں سے عدم فراہمی فوری انصاف کی شکار عوام میں عام تاثر ہے کہ دیوانی مقدمہ کا حتمی تصفیہ فریقین کی زندگی میں ممکن نہیں اور اس کے لیے عموماً انگریز کے بنائے ہوئے قانون کو مورد الزام ٹھہرانے کے ساتھ ساتھ نظام فراہمی انصاف پر بھی انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ بدلتے حالات و واقعات کے تناظر میں قانون میں ترامیم و اضافے کی گنجائش باقی رہتی ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہ ہے مگر بسا اوقات نافذ الوقت قانون کے اُس کی روح ومنشاء کے مطابق اطلاق میں تساہل اور عدم توجہ بھی فراہمی انصاف میں تاخیر کا بڑا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ ہم معاملہ ہذا کے حوالے سے گزشتہ پیراگراف میں درج کر چکے ہیں کہ قواعد متعلقہ تقرری قائمقامان کی روح ومنشاء کے مطابق عملدرآمد نہ کرنے سے غیر ضروری مقدمہ بازی، فراہمی انصاف میں تاخیر اور عدالتوں پر مقدمات کے بوجھ کا اضافہ ہوتا ہے' اسی طرح قواعد انضباط کے حوالے سے بھی جو اہم ذمہ داری عدالتوں پر عائد ہوتی ہے اس پر بھی کما حقہ توجہ نہ دینا اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کے مطابق مناسب تبدیلیاں عمل میں نہ لانا بھی فراہمی انصاف میں رکاوٹ کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس ضمن میں بمنشاء ضابطہ دیوانی عدالت العالیہ پر بہت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ویسے بھی نظام فراہمی انصاف میں عدالت العالیہ کا مرکزی و اہم کردار ہے۔ عوام، وکلاء اور خود افسران جلیس عدالت ماتحت بھی ضابطہ کار دیوانی کے حوالے سے مناسب تبدیلیوں کی ضرورت کا ادراک و احساس رکھتے ہیں۔ ان تبدیلیوں کو بروئے کار لانے کے حوالے سے قانون نے جو ذمہ داری عدالت العالیہ پر عائد کی ہے' اُن پر کما حقہ توجہ نہ دینے اور قواعد متعلقہ ضابطہ کار میں مناسب وضروری تبدیلی نہ لانے سے جلد فراہمی انصاف دیوانی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ہم فاضل چیف جسٹس عدالت العالیہ کی توجہ ضابطہ دیوانی کے حصہ X دفعات 121 تا 131 کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ بالخصوص دفعہ 123 کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔ ہم یہاں پر دفعہ 123 ضابطہ دیوانی کو درج کرنا لازمی سمجھتے ہیں جو کہ درج ذیل ہے:

"123. Constitution of Rule Committees in certain Provinces-- (1) A Committee, to be called the Rule Committee shall be constituted at the town which is the usual place of sitting of each of the High Courts referred to in section 122.

(2) Each such Committee shall consist of the following persons, namely:-

(a) three Judges of the High Court established at the town, at which such Committee is constituted, one of whom at least has served as a District Judge or a Divisional Judge for three years.

(c) two Advocates practising in that Court, and

(d) a Judge of a Civil Court subordinate to the High Court.

(3) The members of each such Committee shall be appointed by the Chief Justice who shall also nominate one of their number to the president:

Provided that, if the Chief Justice elects to be himself a member of a Committee, the number of other Judges appointed to be members shall be two, and the Chief Justice shall be the President of the Committee. .

(4) Each member of any such Committee shall hold office for such period as may be prescribed by the Chief Justice in this behalf; and whenever any member retires, resigns, dies or ceases to reside in the

Province in which the Committee was constituted, or becomes incapable of acting as a member of the Committee, the said Chief Justice may appoint another person to be a member in his stead.

(5) There shall be a secretary to each such Committee, who shall be appointed by the Chief Justice and shall receive such remuneration as may be provided in this behalf by the Provincial Government."

دفعہ مندرجہ بالا کی رُو سے فاضل چیف جسٹس عدالت العالیہ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قواعد کمیٹی مشتمل بر تین ججز عدالت العالیہ، دو وکلاء عدالت العالیہ اور ایک جج ماتحت عدلیہ تشکیل دے کر ضابطہ دیوانی میں جدید حالات کے تقاضوں کے مطابق فوری اور سستے انصاف کی فراہمی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ضابطہ دیوانی میں ضروری ترامیم کو عمل میں لائیں تا کہ فوری اور بروقت فراہمی انصاف کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

تفصیلی وجوہات مندرجہ پیراجات 6 و 7 کی روشنی میں اپیل ہذا بے وزن پاتے ہوئے خارج کی جاتی ہے۔ خرچہ مقدمہ بذمہ فریقین ہوگا۔

مظفرآباد جج جج

6 جون 2016ء

1

1

1